مفتی ابوالخیر عارف محمود

اسلام اور طہارت

اسلام انتہائی پاکیزہ مذہب ہے، یہ اپنے ماننے والوں طہارت و پاکیزگی کا حکم دیتا ہے، اللہ تبارک وتعالی نے بنی آدم کو اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے زندگی کے مختلف پہلوؤں سے متعلق کتاب وسنت کی شکل میں جو احکام اور ہدایات عنایت فرمائے ہیں اگر حقیقی معنوں میں ان پر عمل پیرا ہو جائیں تو ہر فرد کا ظاہر و باطن، اس کا جسم ولباس، رہنے کی جگہ، گھر بار، گلی، محلّہ، ماحول حتی کہ پورا معاشرہ سب پاکیزگی کے مظہر بن جائیں گے۔ طہارت والوں یعنی پاک صاف رہنے والوں کو اللہ تعالی پسند فرماتے ہیں، چناں چہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے: ﴿إن اللّٰه يحب التوابين ويحب المتطهرين ﴾(۱) ترجمہ: بے شک اللہ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ اسلام کی ان تعلیمات کے پیشِ نظر حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم طہارت و پاکیزگی کا خوب اہتمام فرماتے تھے جس کی وجہ سے قرآن کریم مجید میں اللہ تعالی نے ان کی تعریف میں ارشاد فرمایا: ﴿ فيه رجال يحبون أن يتطهروا والله يحب المطهرين ﴾(۲) ترجمہ: اس میں کچھ لوگ ایسے ہیں جو پسند کرتے ہیں کہ وہ پاک صاف ہوں اور اللہ پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ امام بیہقی رحمہ اللہ نے شعب الایمان میں نقل کیا ہے کہ طلح بن نافع کہتے ہیں کہ مجھے ابوایوب انصاری، جابر بن عبداللہ، اور انس بن مالک رضی اللہ عنہم نے بتلایا کہ جب مذکورہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے انصار کو مخاطب کر کے فرمایا: اے گروہ انصار! اللہ تعالی نے طہارت کے بارے میں تمہاری تعریف بیان کی ہے تو تمہاری طہارت و پاکی کیا ہے؟ انصار نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! ہم نماز کے لیے وضو کرتے ہیں، جنابت سے غسل کرتے ہیں اور پانی سے استنجا کرتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی وہ طہارت و پاکی ہے جس کی اللہ نے تعریف کی ہے، پس تم اسے لازم پکڑو۔ (۳)

طہارت کا معنی ومطلب: طہارت کسے کہتے ہیں؟ اس کا کیا معنی ومطلب ہے؟ اس کی کتنی اقسام ہیں؟ ان تفصلات کو جاننے کے بعد ہی انسان منشا خداوندی کے مطابق پاکیزگی حاصل کر سکتا ہے۔ طہارت عربی زبان کا لفظ ہے، طہر یطہر باب کرم سے مصدر ہے، لغت میں طہارت کے معنی مطلق طور پر صفائی و پاکیزگی کے ہیں(۴)، فقہی اعتبار سے حدث اور نجاست سے پاکیزگی حاصل کرنے کو طہارت کہتے ہیں(۵)، جبکہ شرعا طہارت اللہ کی منع کردہ چیزوں سے اپنے آپ کو روکنے یعنی خود کو گناہوں سے پاک رکھنے اور اللہ تعالی کے اوامر سے خود کو مزین کرنے کو کہتے ہیں۔ بعض دفعہ اطلاقات شرعیہ میں طہارت من الارجاس پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے یعنی اس سے مراد کفر وشرک اور معصیت سے پاک ہونا ہوتا ہے، چناں چہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ إنما يريد الله ليذهب عنكم الرجس أهل البيت ويطهركم تطهيرا ﴾(۶) ترجمہ: اے نبی کے گھر والو! اللہ تو یہ چاہتا ہے کہ تم سے (شرک وکفر کی) گندگی دور رکھے اور تمہیں ایسی پاکیزگی عطا کرے جو ہر طرح مکمل ہو۔

اقسام طہارت: طہارت کی ابتدا میں دو بڑی قسمیں ہیں: طہارت معنویہ اور حسّیہ، پہلی قسم کے بارے میں علمائے عقیدہ یعنی متکلمین گفتگو کرتے ہیں، جبکہ دوسری سے فقہاء بحث کرتے ہیں۔ پھر ان میں سے طہارت معنویہ کی بھی دو قسمیں ہیں: طہارت معنویہ کبری اور صغری، طہارت معنویہ کبری ہے کہ آدمی اپنے دل کو شرک اور اس کی غلاظتوں سے مکمل پاک کرلے اور توحید خالص کے عقیدہ کو اپنے دل و دماغ میں بسالے اور مکمل طور سے اللہ تعالی کی بندگی اختیار کرلے۔ طہارت معنویہ صغری یہ ہے کہ آدمی اپنے دل کو اخلاقی برائیوں کینہ، حسد، ریا، تکبر اور حب جاہ و مال وغیرہ سے پاک کرے اور اپنے دل کو اخلاقی محاسن وفضائل سے مزین کرے۔ اسی طرح طہارت حسّیہ یعنی ظاہری طہارت کی بھی دو قسمیں: ایک یہ کہ حدث کو زائل کرکے پاکی حاصل کرنا، اس قسم کے ذیل میں فقہاء حضرات پانی کے پاکی و ناپاکی، وضو، غسل، تیمّم اور موزوں پر مسح وغیرہ کے مسائل سے بحث کرتے ہیں۔ دوسری قسم یہ کہ خبث کو زائل کرکے طہارت حاصل کرنا، اس قسم کے ذیل میں فقہائے کرام اشیائے نجسہ کے طہارت سے متعلق ضوابط اور نجاست کی اقسام کو بیان کرتے ہیں۔

نصف ایمان: اسلام میں طہارت اور پاکیزگی کی اہمیت کا اندازہ لگانے کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ یہ عمل اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک محبوب اور پسندیدہ ہے، بلکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے طہارت کو نصف ایمان قرار دیا ہے، چناں چہ صحیح مسلم میں حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”الطھور شطر الإیمان“. (۷) یعنی پاکی نصف ایمان ہے۔ شطر ایمان یعنی طہارت کا نصفِ ایمان ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اس کے بارے میں شرّاح حدیث فرماتے ہیں کہ ایمان مکفّر سیئات ہے، ایمان سے صغائر وکبائر دونوں طرح کے گناہ معاف ہوتے ہیں، طہارت بھی مکفّر سیئات ہے، لیکن اس سے صرف صغائر معاف ہوتے ہیں، اس نسبت سے طہارت کو شطر ایمان قرار دیا گیا ہے۔ علامہ تورپشتی حنفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان سے ظاہر و باطن یعنی حدث اصغر و اکبر اور شرک وغیرہ دونوں سے طہارت حاصل ہوجاتی ہے، جبکہ حدیث میں وارد لفظ ”الطھور“ سے صرف طہارتِ بدن من الانجاس والاحداث مراد ہے اس لیے اس کو شطر ایمان کہا گیا ہے۔ (۸)

اجزائے ایمان: حجۃ الاسلام امام غزالی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ایمان تخلیہ اور تحلیہ دو اجزاء سے مرکب ہے، تخلیہ کے چار مراتب ہیں، پہلا مرتبہ: ظاہری بدن کو ہر طرح کی ناپاکی، حدث وخبث اور فضلات سے پاک کرنا۔ دوسرا مرتبہ: اپنے اعضاء وجوارح کو جرائم وگناہوں سے پاک رکھنا۔ تیسرا مرتبہ: دل کو اخلاق ذمیمہ ورذیلہ سے پاک رکھنا۔ چوتھا مرتبہ: دل کو ماسوی اللہ سے خالی اور پاک رکھنا۔ اس تفصیل کے مطابق حدیث میں شطر الایمان سے مراد ”تخلیہ“ ہے اور وہ اس اعتبار سے نصف ایمان ہے۔ (۹) غرض جو بھی مراد لیا جائے، خواہ شطر کو جز کے معنی میں لیا جائے یا نصف کے معنی میں بہرحال طہارت کو ایمان کے ساتھ لزوم کا تعلق ہے، ایمان ہر حال میں طہارت اک تقاضہ کرتا ہے۔

طہارت باطن: علمائے کرام نے تحریر فرمایا ہے کہ طہارت تمام مراتب طہارت میں نصفِ عمل کا مقام رکھتی ہے،

کیوں کہ اعمال باطن سے مقصود اللہ کی عظمت وجلال کا منکشف ہونا ہے اور یہ اس وقت تک نہیں ہوسکتا ہے جب تک باطن سے ماسوی اللہ نکل نہ جائے، طہارت قلب یعنی اخلاق حمیدہ کا حصول اس وقت تک نہیں ہوسکتا ہے جب تک دل کو اخلاق ذمیمہ اور قابل نفرت رذائل سے پاک نہ کیا جائے، اسی طرح جوارح کو اس وقت تک طاعت سے مزین نہیں کیا جاسکتا جب تک گناہوں سے نہ بچا جائے، یہی حال ظاہر کا ہے کہ ظاہری طہارت اس وقت تک حاصل نہیں ہوسکتی ہے جب تک کہ احداث سے پاکی حاصل نہ کی جائے، یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ تمام مراتب طہارت میں اصل باطن کی طہارت ہے لیکن اس کا حصول بھی ظاہری طہارت پر موقوف ہے۔ (۱۰)

اہتمام طہارت: اسلام میں ظاہری طہارت کا بھی نہایت ہی اہتمام کیا گیا ہے، بیداری سے لے کر سونے تک، بیت الخلا سے مسجد و بیت اللہ تک، دن بھر میں پانچ مرتبہ وضو، نیز غسل وتیمّم وغیرہ کے ذریعہ ظاہری و باطنی دونوں طرح کی طہارت کا اہتمام کی گیا ہے، قضائے حاجت انسان کی فطری ضرورت ہے، اس ضرورت کو کیسے پورا کیا جائے اس کی رہنمائی بھی موجود ہے، سنن ابی داؤد میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ فرماتے ہیں: "أن النبي صلى الله عليه وسلم إذا ذهب المذهب أبعد". (۱۱) حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے: "إذاأراد البراز انطلق حتى لا يراه أحد". (۱۲) خلاصہ دونوں روایتوں کا یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب قضائے حاجت کے لیے تشریف لے جاتے تو اتنے دور جاتے کہ لوگوں کی نگاہوں سے اوجھل ہوجاتے۔ پیشاب کرتے وقت نرم اور نشیبی جگہ دیکھ کر وہاں کرنے کا حکم ہے تاکہ پیشاب کی چھینٹیں اڑ کر کپڑوں اور بدن پر نہ پڑھیں، حضرت ابوموسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:" إذا أراد أحدكم البول فليرتد لبوله موضعا ". (۱۳) یعنی جب تم میں کوئی پیشاب کرنے کا ارادہ کرے تو اسے چاہیے کہ پیشاب کے لیے (نرم اور نشیبی) جگہ تلاش کرے۔ قضائے حاجت کے لیے جانے سے قبل دعا تعلیم دی گئی ہے تاکہ شیاطین و جنات کے شرور سے حفاظت میں رہے، حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب تم میں سے کوئی قضائے حاجت کے لیے جائے تو یہ دعا پڑھے:" اللهم إني أعوذبك من الخبث والخبائث".

(۱۴) اے اللہ! میں ہر طرح کے شیاطین (مذکر ومؤنث کے شر) سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:" ستر ما بين الجن و عورات بني آدم إذا دخل الخلا أن يقول: بسم الله". (۱۵) یعنی جب تم میں سے کوئی بیت الخلا میں داخل ہونے اک ارادہ کرے تو بسم اللہ پڑھے، یہ بنو آدم کی شرمگاہ اور جنات کے درمیان پردہ اور حائل ہوجائے گا۔ علمائے کرام نے ان دونوں روایات کے درماین جمع کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ قضائے حاجت کے لیے جانے والا ان دونوں دعاؤں کو ملا کر یوں پڑھے:" بسم الله، اللهم إني أعوذبك من الخبث والخبائث". (۱۶)

بیت الخلا جانے سے قبل دعا تعلیم دینے کی حکمت یہ ہے وہ نجاست اور گندگی کی جگہ ہوتی ہے، پھر جا کر ذکر اللہ میں انقطاع آ جاتا ہے، کشف عورت کی نوبت آ جاتی ہے اور بول وبراز وغیرہ نجاستوں کا خروج ہوتا ہے تو ایسے میں شیاطین اور جنات جنھوں نے اپنا مسکن ان جگہوں کو بنایا ہوتا ہے وہ وہاں جانت والے انسان کو نقصان پہچانے کی کوشش کرتے ہیں، لہذا ان کے شر سے حفاظت کے لیے دعا بتلائی گئی ہے۔

اسی طرح ایک مسلمان جب نیند سے بیدار ہوتا ہے اور اپنی طبعی ضرورت پوری کے تحت اس کو پانی استعمال کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تو اس کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ ہاتھ دھوئے بغیر پانی کے برتن میں نہ ڈالے، چناں چہ صحیح بخاری میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:'' إذا استيقظ أحدكم من نومه فليغسل يده قبل أن يدخل في وضوئه؛ فإن أحدكم لا يدري أين باتت يده ''. (۱۷) یعنی جب تم میں سے کوئی اپنی نیند سے بیدار ہو جائے تو اسے چاہیے کہ وضو کے اپنی کے برتن میں ہاتھ ڈالنے سے قبل اپنا ہاتھ دھو لے؛ اس لیے کہ اسے معلوم نہیں کہ نیند کی حالت میں اس کے ہاتھ نے کہاں رات گذاری ہے۔ شراح حدیث نے لکھا ہے کہ نیند کی حالت میں یہ ممکن ہے کہ آدمی کا ہاتھ اس کی شرمگاہ سے مس ہوا ہو اور اس پر نجاست کے اجزا لگ گئے ہوں، یا رات نیند کی حالت میں احتلام ہو گیا ہو جائے اور ہاتھ پر منی لگ گئی ہو، یا وظیفہ زوجیت کی ادائیگی کے وقت کچھ نجاست لگ گئی ہو، یا جسم کے کسی حصہ میں زخم ہو اور اس سے خون رس رہا ہو، یا کوئی دانہ وغیرہ نکل ہوا اور اس سے پیپ یا نجس مادہ نکل رہا ہو اور وہ ہاتھ پر لگ گیا ہو، غرض اگر نجاست یقینی طور سے لگ گئی ہو تو پھر ہاتھ کا پانی کے برتن میں داخل کرنے سے قبل دھونا واجب ہے اور اگر نجاست کا لگنا یقینی نہ ہو صرف شک ہو تو پھر ہاتھوں کا برتن میں ڈالنے سے پہلے دھونا مسنون ہے، اور اگر یہ یقین ہے کہ کوئی نجاست نہیں لگی تو پھر دھونا مستحب ہے۔ (۱۸)

مشرکین مکہ اس بات پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر تنقید کرتے اور طعنہ دیا کرتے تھے کی کہ آپ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم تو آپ کو قضائے حاجت کے متعلق باتوں کی بھی تعلیم دیتے ہیں، چناں چہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے ایسے ہی طعنہ کے جواب میں فرمایا کہ جی ہاں! (یہ شرم کی نہیں، بلکہ یہ ضروت کی چیز ہے)، ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ بھی بتلایا ہے کہ ہم قضائے حاجت کے وقت قبلہ رخ نہ ہوا کریں اور ہمیں دائیں ہاتھ سے استنجا کرنے سے منع کیا ہے اور اس بات سے بھی منع کیا ہے کہ ہم ہڈی یا گوبر سے استنجا کریں اور ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم تین پتھروں سے استنجا کریں۔ (۱۹)

ان امور کو ذکر کرنے کا مقصد صرف اسلام کے نظام طہارت ونظافت کی ایک جھلک دکھانا ہے، ورنہ اسلام نے تو اپنے ماننے والوں کو زندگی کے ہر شعبہ سے متعلق مکمل رہنمائی فراہم کی ہے، اور اسلام سارا کہ سارا پاکیزگی اور طہارت ہی سے مرکب ہے، (۲۰) ضرورت اس امر کی ہے کہ ثقہ علما سے اسلامی تعلیمات سیکھ کر ان پر عمل کیا جائے تاکہ دنیا میں پاکیزگی وکامیابی کے ساتھ آخرت کی ہمیشہ کی کامرانی مقدر بن جائے۔

حواشی

(١) البقرہ: ٢٢٢. (٢) التوبة: ١٠٨. (٣) بـاب الـعشـرون مـن شعب الإيمان [وهو باب] الـطهارات، فصل الوضوء: ١٨/٣، ١٩. (۴) القاموس الوحید کامل، ص: ١٠١٧، ادارہ اسلامیات کراچی۔ و عمدۃ الفقہ، مولانا سید زوار حسین شاہ: ١/٩٩، زوار اکیڈمی کراچی۔ (۵) الـفـقـه الإسلامي وأدلته للزحيلي: ١/٢٠١، دار الفكر بيروت. (٦) الاحـزاب: ٣٣. دیکھیے: نفحات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح: ٢/٢. (٧) رواه مسـلـم فـي صحيحه في الطهارة، باب فضل الوضوء، برقم: ٢٢٣. (٨) نـفـحات التنقيح في شرح مشكاة المصابيح: ٣/٢. (٩) إحياء علوم الدين، كتـاب أسـرار الطهارة، ص: ١٦٠. (١٠) إحيـاء عـلـوم الـدين، كتاب أسرار الطهارة، ص: ١٦٠، ١٦١. ومفتاح السعادة ومصباح السيادة في موضوعات العلوم: ٢٥/٣، ٢٦.

(١١) رواه أبو داود في سننه في الطهارة ، باب التخلي عند قضاء الحاجة، رقم الحديث: ١.

(١٢) رواه أبو داود في سننه في الطهارة ، باب التخلي عند قضاء الحاجة، رقم الحديث: ٢.

(١٣) رواه أبو داود في سننه في الطهارة ، باب الرجل يتبوأ لبوله، رقم الحديث: ٣.

(١٤) رواه البخاري في صحيحه في الوضوء، باب ما يقول عند الخلاء، رقم الحديث: ١٤٢. ومسلم في صحيحه في الحيض، باب ما يقول إذا أراد دخول الخلاء، رقم الحديث: ٣٧٥.

(١٥) رواه ابن ماجه في سننه في الطهارة، باب ما يقول الرجل إذا دخل بيت الخلاء، رقم الحديث: ٢٩٧. (١٦) المجموع شرح المهذب، باب الاستطابة: ٧٤/٢.

(١٧) رواه البخاري في صحيحه في الوضوء، باب الاستجمار وترا، رقم الحديث: ١٦٢. ومسلم في صحيحه في الـطهارة، باب كراهة غمس المتوضى وغيره يدهالمشكوك في نجاستها في الإناء قبل غسلها ثلاثا، رقم الحديث: ٢٧٨. (١٨) فيض القدير للمناوي: ٣٥٨/١. (١٩) رواه مسـلم في صحيحه في الطهارة، باب الاستطابة: ٢٦٢. (٢٠) بهجة قلوب الابرار للسعدي: ١٤/١.

☆......☆......☆